

20907- آدم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کتنے سال کا وقفہ ہے

سوال

آدم علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے درمیان کتنے سال کا وقفہ ہے؟

پسندیدہ جواب

شریعت اسلامیہ نے اس فترہ کی کوئی تحدید نہیں کی کہ آدم اور محمد علیہما السلام کے درمیان کتنا وقفہ تھا بلکہ یہ بھی پتہ نہیں کہ آدم علیہ السلام کتنی مدت زندہ رہے اور ان کی عمر کتنی تھی۔ لیکن بعض احادیث اور مختلف ائمہ کرام جمع کرنے سے مدت کے اندازے تک پہنچا جاسکتا ہے لیکن یہ مکمل مدت نہیں بلکہ اس سے کچھ مدت کا اندازہ لگ سکتا ہے، پھر یہ احادیث اور ائمہ کرام کچھ تو صحیح ہیں اور کچھ میں اختلاف ہے، اور کچھ مدت بچتی ہے جس کی تحدید کے بارہ میں کوئی اٹھارواں نہیں۔

جس میں صحیح دلائل وارد ہیں وہ یہ ہیں :

1- نوح علیہ السلام کی تبلیغ کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان کہ انہوں نے کتنی مدت تبلیغ کی۔

اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے :

﴿تَوَدُّهُ ان مِّنْ هٰزِلَةٍ اَوْ اَرْبَعٍ اَوْ اَخْتَمَ اَلْجَنَّةَ بِهٖ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ السَّيْرِ﴾۔ یعنی ساڑھے نو سو برس۔

2- عیسیٰ اور ہمارے نبی محمد علیہما السلام کے درمیان مدت کے متعلق امام بخاری رحمہ اللہ الباری نے صحیح بخاری میں سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان چھ سو برس کی مدت ہے۔

اور جس مدت کے بارہ میں ایسی احادیث وارد ہیں جن کے صحیح ہونے میں اختلاف ہے :

3- آدم اور نوح علیہما السلام کے درمیان مدت :

ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا آدم علیہ السلام نبی تھے؟ تو انہوں نے جواب دیا جی ہاں وہ نبی مکرم تھے، وہ شخص کہنے لگا ان کے اور نوح علیہما السلام کے درمیان کتنی مدت کا وقفہ تھا؟ تو انہوں نے فرمایا دس صدیاں۔

اسے ابن جان نے صحیح ابن جان (69/14) اور امام حاکم نے مستدرک حاکم (262/2) میں روایت کیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح اور مسلم کی شرط پر کہا ہے، اور امام ذہبی نے بھی اس کی موافقت کی ہے، اور ابن کثیر رحمہ اللہ تعالیٰ نے البدایہ والنہایہ (94/1) میں کہا ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے اور انہوں نے روایت نہیں کیا۔

4- نوح اور ابراہیم علیہما السلام کی درمیانی مدت :

اس کی دلیل ابوامامہ ہی کی حدیث ہے جس میں ہے کہ اس شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ نوح اور ابراہیم علیہما السلام کے درمیان کتنی مدت کا وقفہ تھا؟ تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہزار برس۔

اسے امام حاکم رحمہ اللہ تعالیٰ نے مستدرک (288/2) میں نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ یہ مسلم کی شرط پر ہے لیکن انہوں نے اسے روایت نہیں کیا، اور امام طبرانی نے معجم الکبیر (18/118) میں روایت کیا ہے، اس حدیث کے بعض راویوں پر ضعیف ہونے کے بارہ میں کلام کی گئی ہے اور علامہ البانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے شواہد کی بنا پر اسے صحیح قرار دیا ہے۔

اور وہ جس میں بعض اہما وارد ہوئے ہیں :

5- موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی درمیانی مدت کا وقفہ :

امام قرطبی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کہنا ہے کہ : اس مدت میں اختلاف ہے، محمد بن سعد نے اپنی کتاب "الطبقات" میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ موسیٰ بن عمران اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کے درمیان ایک ہزار سات سو سال کی مدت ہے لیکن ان کے درمیان کوئی وقفہ نہیں بلکہ ان دونوں کی درمیانی مدت میں بنی اسرائیل میں ایک ہزار نبی بھیجے گئے یہ ان کے علاوہ ہیں جو دوسروں میں بھیجے گئے، اور عیسیٰ اور نبی علیہما السلام کی پیدائش کے درمیان پانچ سو ننانوے برس کی مدت ہے۔ تفسیری قرطبی (6/121)۔

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں : اہل نقل کا اس پر اتفاق ہے کہ یہودیوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کی درمیانی مدت دو ہزار برس سے بھی زیادہ تھی اور نصاریٰ کی مدت اس سے چھ سو برس۔ فتح الباری (4/449)۔

تو مندرجہ بالا آیات و احادیث اور اہل احوال کو دیکھتے ہوئے جو صحیح ہوا ہے ہم معین مدت کی تحدید میں قبول کریں گے۔

لیکن آدم اور محمد علیہما السلام کی درمیانی مدت کی اجمالی طور پر تحدید بالجزم اور یقینی طور پر کرنا وہ اس میں اضافہ ہوگا جو کچھ اوپر بیان ہو چکا ہے وہ کچھ امور پر موقوف ہے جس میں کچھ یہ ہیں :

— قرن کی تحدید میں علماء کرام کا اختلاف کہ آیا وہ سو برس ہوتے ہیں کہ ایک نسل پر محیط ہے، اگر تو یہ صحیح ہو کہ اس سے مراد نسل ہے تو اس وقت کے لوگوں کی عمر سے یہ ثابت ہے کہ یہ قرن نوح علیہ السلام کی عمر کا ایک جزء ہے جو کہ انہوں نے دعوت الی اللہ میں بسر کی اور ہمیں اس کا تو علم نہیں کہ اس نسل کی متوسط عمریں کتنی ہوتی تھیں۔

— ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی درمیانی مدت کی سالوں میں تحدید کے متعلق کسی نص کا وارد نہ ہونا۔

اور باقی یہ ہے کہ ان جیسے امور میں بالجزم کہنا اور ان جیسے امور میں بحث کرنا کوئی ایسا کام نہیں کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی عبادت ہوتی ہو اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کے کرنے کا حکم دیا ہے اور نہ ہی اس پر عمل کرنا ضروری ہے بلکہ ہمیں اس کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان کافی ہے :

﴿أورعادیوں اور شہودیوں اور کنویں والوں کو اور ان کے درمیان کی بہت سی امتوں کو﴾ (ہلاک کردیا) ﴿الفرقان (38)﴾۔

تو انسان پر یہ ضروری ہے کہ وہ ان انبیاء و رسل کی اقتدا اور پیروی کرے اور ان کے طریقے پر چلے کیونکہ ان کے اور ان کی سیرت کی ذکر کا مقصد ہی یہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

﴿یہی وہ لوگ جنہیں اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی ہے تو آپ بھی ان کے طریقے پر چلیں﴾ (الانعام (90))۔

واللہ تعالیٰ اعلم۔